اِس ملک کا مستقبل کیا ہے؟°

سیّد ابوالاعلیٰ مودودیؒ

مولانا سیّدابوالاعلیٰ مودودیؒ سے ایک سوال جو بار بار کیا جاتا رہا، وہ ہے ملکِ عزیز پاکستان کے مستقبل کا سوال۔ الفاظ کے تھوڑے بہت فرق کے ساتھ یہ سوال عام جلسوں میں بھی ان کے سامنے پیش کیا گیا، پریس کانفرنسوں میں بھی اُٹھایا گیا، طلبہ نے بھی یہ بات پوچھی، اور کارکن بھی اسے لےکران کے پاس بار بار آئے۔

یہ پاکستان کی تاریخ کا ایک اہم ترین گوشہ ہے کہ جب بھی یہ سوال اُٹھا، لوگ اس کا جواب حاصل کرنے کے لیے مولانا مودودیؒ کے پاس ان کی رہایش گاہ ۵-اے ذیلدار پارک پر پہنچے اور زندگی کا پیغام اور زندگی کی اُمنگ لےکر واپس لوٹے۔

مولاناؒ نے ایسے ہر موقعے پر ایک بات کہی:

'مستقبل کا سوال تو جدوجہد کا سوال ہے۔ یہ عزم اور عمل کا مسئلہ ہے، پیش گوئیوں کا نہیں'۔

ایک اور موقعے پر مولانا محترمؒ نے فرمایا:

'مستقبل کے بارے میں صرف سوال نہ کیجیے۔ مستقبل کے بارے میں فیصلہ کیجیے۔ فیصلہ یہ کیجیے کہ بحیثیت مسلمان، آپ اس ملک کا کیا مستقبل چاہتے ہیں؟'

اسی طرح ایک سوال کے جواب میں ایک اور مرحلے پر یہ فرمایا:

'آج بھی اگر کسی ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے کام کرنے کی سب سے زیادہ گنجایش ہے تو وہ ہمارا یہی ملک ہے۔ ہوسکتا ہے کہ جس دن کے لیے ہم کام کررہے

° اس سوال کا جواب، مولانا کی چندتقریروں اور گفتگوؤں سے مرتب کیا گیا ہے۔ ادارہ

ہیں وہ دن ہماری زندگی میں نہ آئے، لیکن وہ ان شاءاللہ اس ملک میں آئے گا ضرور'۔

۱۹۷۱ء کے بعد تو یہ سوال اتنی مرتبہ پوچھا گیا کہ ایک موقعے پر مولانا محترمؒ نے فرمایا:

'میں جہاں بھی گیا ہوں، لوگوں نے یہ سوال پوچھا ہے--- کسی ملک کے حکمرانوں کی اس سے زیادہ نالائقی کوئی اور ہو نہیں سکتی کہ ملک کے رہنے والوں کے ذہنوں میں ملک کے مستقبل سے متعلق ایسے سوالات پیدا ہونے لگیں'۔

سقوطِ مشرقی پاکستان، ۱۶دسمبر۱۹۷۱ء سے ۲۰ برس پہلے ۱۰نومبر ۱۹۵۱ء کو کراچی کی ککری گراؤنڈ میں قوم سے خطاب کرتے ہوئے مولانا مودودیؒ نے فرمایا:

'ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہمارے ملک میں علانیہ خدا کے احکام کی خلاف ورزی ہو رہی ہے اور فرنگیت اور فسق و فجور کی رَو بڑھتی چلی جارہی ہے۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ اسلام آج بھی بے بس ہے...... یہ سب کچھ اُن مقاصد کے بالکل خلاف ہے، جن کا نام لے کر پاکستان مانگا گیا تھا، اور جن کے اظہار و اعلان ہی کے طفیل، اللہ تعالیٰ نے یہ ملک ہمیں بخشا تھا۔ کہا یہ گیا تھا کہ ہمیں ایک خطۂ زمین اس لیے درکار ہے کہ اس میں ہم مسلمان کی سی زندگی بسر کرسکیں، اور اسلام کی بنیادوں پر خود اپنے ایک تمدن اور اپنی ایک تہذیب کی عمارت اُٹھاسکیں۔ مگر جب خدا نے وہ خطّہ دے دیا، تو اب کیا یہ جارہا ہے کہ اسلام کے رہے سہے آثار بھی مٹائے جارہے ہیں، اور اُس تہذیب، اخلاق اور تمدن کی عمارت مکمل کی جارہی ہے، جس کی نیو یہاں انگریز رکھ گیا تھا۔

اس صورتِ حال کو ہم جس وجہ سے خطرہ نمبرایک سمجھتے ہیں، وہ یہ ہے کہ یہ صریح طور پر خدا کے غضب کو دعوت دینے کے ہم معنی ہے۔ ہم ہرگز یہ توقع نہیں کر سکتے کہ اپنے ربّ کی کھلی کھلی نافرمانیاں کرکے ہم اس کی رحمت اور نصرت کے مستحق بن سکیں گے۔

اس میں خطرے کا یہ پہلو بھی ہے کہ پاکستان کے عناصر ترکیبی میں نسل، زبان، جغرافیہ، کوئی چیز بھی مشترک نہیں ہے۔ صرف ایک دینِ اسلام ہے، جس نے ان عناصر کو جوڑ کر ایک ملّت بنایا ہے۔ دین کی جڑیں یہاں جتنی مضبوط ہوں گی، اتنا ہی پاکستان مضبوط ہوگا۔ اور وہ جتنی کمزور ہوں گی، اتنا ہی پاکستان کمزور ہوگا۔ اس میں خطرے کا پہلو

یہ بھی ہے کہ یہ کیفیت ہمارے ہاں جتنی زیادہ بڑھے گی، ہماری قوم میں منافقت، اورعقیدہ وعمل کے تضاد کی بیماری بڑھتی چلی جائے گی'۔

ایک موقعے پر جب یہ سوال ان کے سامنے آیا: ''مولانا، وطنِ عزیز کے حالات دیکھ کر بار بار یہ خیال آتا ہے کہ آخراس ملک کا مستقبل کیا ہے؟ بعض اوقات تو شدت کے ساتھ مستقبل کے تاریک ہونے کا احساس ہونے لگتا ہے۔کیا آپ اس سلسلے میں کچھ ارشاد فرمائیں گے؟''

اس مرحلے پر مولانا مودودی رحمۃ اللہ علیہ نے صحت کی کمزوری کے باوجود سوال کا مفصل جواب دیتے ہوئے فرمایا:

'یہ احساس جو کچھ عرصے سے لوگوں میں پیدا ہوا ہے کہ اس ملک کا مستقبل کیا ہے؟ درحقیقت دیکھنے والوں کے سامنے یہ سوال پہلے دن سے موجود تھا۔ برسوں سے پاکستان کے مستقبل کو تاریک کرنے کا کام ہورہا ہے۔آخرکار اب نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ بچہ بچہ تشویش میں مبتلا ہوگیا ہے۔اس ملک کے ٹکڑے اُڑانے کا برسوں سے سامان کیا جارہا تھا، اور جب وہ [دسمبر ۱۹۷۱ء میں] دوٹکڑے ہوگیا، تب لوگوں کو معلوم ہوا کہ قیامت ٹوٹ پڑی ہے۔حالانکہ دیکھنے والے دیکھ رہے تھے اور قدم قدم پر سمجھا رہے تھے کہ کون سا راستہ تباہی کا راستہ ہے اور کس راہ پر چل کر اس ملک کو ایک مثالی ملک بنایا جاسکتا ہے'۔

ہلکے سے توقف کے ساتھ سلسلۂ کلام کو جوڑتے ہوئے فرمایا:

'آج یہ سوال سب کی زبان پر ہے کہ اس ملک کا مستقبل کیا ہے؟'---میرا کام مستقبل کی پیش گوئیاں کرنا نہیں ہے۔مجھے آپ سے صرف یہ کہنا ہے کہ اگر آپ کو اس ملک کا مستقبل عزیز ہے تو پھر اس بات پر ڈٹ جایئے کہ اس کے مستقبل کو تاریک نہیں ہونے دیں گے'۔

'فی الحقیقت اس ملک کا مستقبل اس کے وجود میں آنے کے بعد سے ایک ہی چیز پر منحصر تھا، اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ سے جو وعدہ اس ملک کو حاصل کرتے ہوئے کیا گیا تھا، اس کو ایمان داری کے ساتھ پورا کیا جائے:

- تحریک پاکستان کی جدوجہد کے دوران واضح طور پر اور بار بار یہ کہا گیا تھا کہ

''ہم اس سرزمین کو اسلام کے نظام کے لیے حاصل کرنا چاہتے ہیں''۔ یہ وعدہ کیا گیا تھا کہ ''ہمیں یہاں اسلام کا قانون نافذ کرنا ہے''۔

- یہ اقرار کیا گیا تھا کہ ''یہاں اسلامی تہذیب کو زندہ کیا جائے گا''۔
- یہ عہد کیا گیا تھا کہ ''ہم پاکستان کو پوری دنیا کے سامنے ایک مثالی اسلامی مملکت بنا کر پیش کریں گے''۔

یہی وعدے تھے جن کی بناپر اللہ تعالیٰ کی رحمت آپ کی طرف متوجہ ہوئی اور انھی وعدوں کی وجہ سے بالکل ایک معجزاتی کے طور پر پاکستان وجود میں آیا۔ ورنہ ۱۹۴۷ء کے آغاز تک بھی اس کی توقعات پیدا نہیں ہوسکی تھیں کہ پاکستان بن جائے گا۔ لیکن جب پاکستان بن گیا تو کوئی زیادہ عرصہ نہیں گزرنے پایا تھا کہ ان وعدوں کو فراموش کرنا شروع کر دیا گیا۔ وہ عہد جو خدا سے باندھا گیا تھا، اس کو توڑنے لگے اور یہ بات بالکل بھلا دی گئی کہ خدا سے بدعہدی کر کے، خدا سے بے وفائی کر کے، اور خدا کی نافرمانی کر کے، مسلمان سربلند نہیں ہوسکتا۔ جب ایسی بدعہدی کر کے کوئی دوسرا اس کی سزا پائے بغیر نہیں رہا ہے، تو آخر ہم بدعہدی کر کے کیسے سزا سے بچ سکتے تھے!'

پھر کس قدر واضح اور سچی حقیقت کا یہ بیان تھا، جب مولانا محترمؒ نے فرمایا:

'اب اگر اس ملک کا مستقبل محفوظ ہوسکتا ہے تو اچھی طرح جان لیجیے کہ اسی عہد کو پورا کر کے ہوسکتا ہے۔ یاد رکھیے، اس عہد کی خلاف ورزی جب تک ہوتی رہے گی، مستقبل تاریک ہوتا رہے گا اور جتنا زیادہ اس سے انحراف کیا جائے گا، اتنا ہی زیادہ یہ تاریک ہوتا چلا جائے گا'۔

'پاکستان بناتے وقت آخر کس نے کہا تھا کہ ہمیں بلوچ، بنگالی یا پنجابی کی حیثیت سے آزادی مطلوب ہے؟ یا ہم پٹھان یا سندھی کی حیثیت سے آزاد ہونا چاہتے ہیں؟ یقیناً کسی نے ایسی کوئی بات نہیں کہی تھی، اور ایسی کسی بات کا تصور تک نہیں کیا جاسکتا تھا۔ سب مسلمان بن کر اُٹھے تھے۔ مسلمان بن کر اور ایک مسلم ملّت کی بنیاد پر انھوں نے اس مملکت کی بنا ڈالی۔ لیکن اس کے بعد کوششیں شروع ہوگئیں کہ مسلمان اسلام کے نام پر

جمع نہ رہیں، بلکہ انھیں بنگالی، پنجابی، بلوچ، پٹھان اور سندھی کی بنیاد پر تقسیم کر دیا جائے۔
’آج بچ جانے والے پاکستان میں چار قومیتوں کے نعرے بلند کیے جا رہے ہیں۔ مثال کے طور پر صرف ایک صوبے ہی کو دیکھیے کہ صوبہ بلوچستان میں پٹھان بھی آباد ہیں، بلوچ بھی ہیں، کرد بھی ہیں، بروہی اور سندھی بھی۔ اگر اسی طرح قومیت کے نعرے بلند ہوتے رہیں، تو اس ایک صوبہ بلوچستان ہی کے بھی چار پانچ بلوچستان بن جاتے ہیں۔ یہی معاملہ دوسرے صوبوں کا ہے۔
اسی لیے میں آپ سے کہتا ہوں کہ مستقبل کے متعلق کچھ پوچھنے کے بجائے آپ یہ فیصلہ کیجیے کہ جو تاریک مستقبل بنایا جا رہا ہے، اسے ہرگز تاریک نہیں بننے دینا ہے۔ ہمیں اس ملک کا وہ مستقبل تعمیر کرنا ہے، جو ایک مسلمان قوم کا مستقبل ہونا چاہیے۔ ملک کے مستقبل کا سوال تو جدوجہد کا سوال ہے۔ یہ عزم اور عمل کا مسئلہ ہے، پیش گوئیوں کا نہیں‘۔